آج ان تقریروں کو یاد کرتا ہوں تو اپنا ہی ایک شعر میرے ذہن میں گونجنے لگتا ہے ؎

جب بھی دیکھا ہے تجھے، عالمِ نَو دیکھا ہے
مرحلہ طے نہ ہوا تیری شناسائی کا

میں نے بالمشافہہ شناسائی کا یہ مرحلہ بھی طے کرنا چاہا اور ایک بار ملتان میں ان کی خدمت میں حاضر بھی ہوا مگر جس شفقت سے شاہ جی نے میری پذیرائی فرمائی اور جس محبت سے انہوں نے مجھے سینے سے لگایا اور پھر جس عالی ظرفی سے انہوں نے مجھے خود میرے ہی اشعار یوں سنانے شروع کئے کہ آبدیدہ بھی ہوجاتے تھے، داد بھی دیتے جاتے تھے اور میرے حق میں دُعا بھی فرماتے جاتے تھے، تو مجھے محسوس ہوا کہ شاہ جی تو مجھ سے مدتوں سے متعارف ہیں اور اپنے فن کے بارے میں خود مجھے اتنی معلومات حاصل نہیں جتنی ہماری تاریخ کی اس عظیم شخصیت کو حاصل ہیں۔ دراصل یہ بالواسطہ اظہار تھا اس حقیقت کا کہ ہمارے بڑے جب اپنے سے بہت چھوٹوں کو بھی بڑا بنا کر پیش کرتے ہیں تو یہ ان بڑوں کی فراخ دلی اور وسیع النظری بھی ہوتی ہے اور جوہرِ قابل کی حوصلہ افزائی بھی کہ یہ سلسلہ رُک نہ جائے، آگے بڑھتا جائے۔ میں نے اپنے اربابِ سیاست اور زعمائے دین میں شاہ جی سے بڑا شعر شناس کبھی نہیں دیکھا۔ اچھا شعر ان کے دل میں ترازو ہوجاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں وہ سعدیؒ، حافظ اور غالب و اقبال کے اشعار کو اپنی معجزہ کار تقریروں کی زینت بناتے تھے، وہیں ہم لوگوں کے اشعار کو یہ عزت بخشنے سے گریز نہیں فرماتے تھے۔ حالانکہ جب ہمیں یہ عزت دی گئی، تب ہماری حیثیت نومشق نوجوانوں سے زیادہ نہیں تھی۔ یہ شاہ جی کی بھرپور اور ہمہ اثر شخصیت کا ایک ایسا پہلو ہے جو انہیں ہماری دینی اور سیاسی تحریکوں کے علاوہ ہماری تہذیبی نشاۃ الثانیہ کا بھی ایک حامل کردار ثابت کرتا ہے۔

رحیم یار خان میں "نقیبِ ختمِ نبوت" اور عالمی مجلسِ احرارِ اسلام کا دیگر لٹریچر ہم سے حاصل کریں

ابو معاویہ محمد سعید قمر — متعلم مدرسہ جامعہ فاروقیہ رحیم یار خان
حافظ محمد سعید قمر عثمان پارک فون ۵۹۱ ۴

لاہور میں "نقیبِ ختمِ نبوت" کا تازہ شمارہ ہم سے حاصل کیجیے!

چودھری بک ڈپو
اتحاد کالونی، مغل پورہ، لاہور

عبد اللطیف خالد چیمہ
مرکزی سیکرٹری اطلاعات عالمی مجلس احرارِ اسلام پاکستان

شاہ جی کا مشن اور ہماری ذمّہ داری

۲۱ر اگست (۱۹۸۳ء) کو بانیٔ احرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ہم سے رُخصت ہوئے بائیس برس ہو چکے ہیں۔ یہی سال صدیوں میں بدل جائیں گے لیکن اب وہ لوٹ کر نہیں آئیں گے۔

شاہ جی مرحوم خود ہی فرمایا کرتے تھے!

"میں وہاں چلا جاؤں گا۔ جہاں سے لوٹ کر کوئی نہیں آیا۔ پھر تم مجھے پکارو گے۔ لیکن تمہاری پکار تمہارے کانوں سے ٹکرا ٹکرا کر تمہیں ہلکان کر دے گی مگر تم مجھے نہ پاؤ گے"۔

شاہ جی زمانے کی بے راہروی اور اپنوں کی منافقانہ چالوں سے روٹھ کر گئے۔ شاہ جی مرحوم نے جو محفل سجائی تھی۔ اس کی لَو میں اپنوں اور بیگانوں کی ہزارہا مخالفت کے باوجود کمی نہیں آئی (الحمد للہ) اور آج بھی اس گئے گزرے دَور میں فرزندانِ امیر شریعت کی زیر قیادت قافلۂ احرار اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ اور شاہ جی کے ان الفاظ پر عمل پیرا ہے کہ

"خواہ ساری دنیا مجھے چھوڑ جائے مگر میں مجلس احرارِ اسلام کے علَم کو بلند رکھوں گا"

احرار ساتھیو! وقت کی نگاہیں لاکھ خون آلود ہو جائیں۔ اپنوں کی مسلسل بیگانگی کو مدِّ نظر نہ رکھتے ہوئے "ختمِ نبوت" کے تحفظ کے لئے پہاڑوں کی بلندیوں اور سمندر کی گہرائیوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے حضرت امیر شریعت مرحوم کی روح کو تسکین پہنچانے کے لئے آگے بڑھتے جائیے! اور ملک میں اسلامی نظامِ حیات کے نفاذ کے خلاف اٹھنے والے اور ملت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے والے صوبائی عصبیت کے سیلاب کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے ہو جانا ہی تمہارے لئے لطفِ زیست ہے۔ آج شاہ جی مرحوم کی عدم موجودگی میں رضا کارانِ احرار کا یہ فرض ہے کہ وہ یہ بات زبانِ زدِ خاص و عام کر دیں کہ زندگی صرف پھولوں کی سیج ہی نہیں بلکہ کانٹوں کا بستر بھی ہے اور ملک و قوم کے نام پر بازی گر بن کر زرگری کے کھیل کھیلنا سب سے بڑی لعنت ہے۔